بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دیگا

چودھویں کا ہی چاند یہ البدر
فیض ہے یہ غلام احمد کا

آئینہ ہے یہ نور سرمد کا
عکس ہے یہ رخ محمد کا

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

ای جہاں بنگر خوش باش کہ در بستان
آن مسیح دوران آخر مهدی آخر زمان

ان اللہ قال جاء صبح لکم وقت مسیحة وما نزل من اللہ

البدر

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

قیمت سالانہ عہ/

نمبر ۳۱ — ہر ایک ماہ کی انگریزی ۱-۸-۱۶-۲۴ کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے — جلد ۳

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
مہر او باشیر شد اندر بدن
ما از و نوشیم ہر آبی کہ ہست
ما از و یابیم ہر نور و کمال
از ملائک و از خبر ہای معاد
معجزات او ہمہ حق اند و راست
سیم ہمہ از جان و دل ایمان ماست

مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
بادۂ عرفان ما از جام اوست
جان شد و با جان بدر خواہد شدن
زو شد سیراب سیرابی کہ ہست
وصل دلدار ازل بی او محال
ہرچہ گفت آن مرسل رب العباد
منکر آں مورد لعن خداست
ہر کہ انکاری کند از اشقیاست

اندرین دین آمدہ از مادریم
آں رسولی کش محمد ہست نام
ہست او خیر الرسل خیر الانام
آنچہ ما را وحی و ایمائی بود
اقتدای قول او در جان ماست
آنہمہ از حضرت احدیت است
معجزات انبیاء و سابقین
یکقدم دوری از آن روشن کتاب

ہم بریں از دار دنیا بگذریم
دامن پاکش بدست ما مدام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن از خود از ہمان جائی بود
ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
منکر آں مستحق لعنت است
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
نزد ما کفر است و خسران و تباب

وہ الفاظ جنمیں حضرت اقدس بیعت کرتے ہیں۔ ہاتھہ میں ہاتھہ دیکر آپ فرماتے جاتے ہیں اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ ۳ بار آج میں احمد کے ہاتھہ پر اُن تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تہا۔ اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہونگا۔ اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔ (۳ بار) رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں ٭

پھر اسکے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اسکے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہیں۔

دس شرائط بیعت

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرلے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا **دوم** یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت انکا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے **سوم** یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا **چہارم** یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے **پنجم** یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کیساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اسکی راہ میں طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیریگا بلکہ آگے قدم بڑھائیگا **ششم** یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کر لیگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا **ہفتم** یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا۔ اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا **ہشتم** یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا **نہم** یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا **دہم** یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اسکی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو ٭

نوٹ بیعت کا اشتہار حضرت امام الزمان نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دیا تہا۔ تو مہر دسمبر ۱۹۰۳ء تک سے اسمیں ... ہوئی ہیں۔ جبکہ ابتک ... البدر نے ... سالکی یادگار میں ... فتح و نصرت کا زمانہ ہے ... ناظرین اطلاع ...

حضرت مسیح موعود کا نزول لاہور میں

باعث تقریب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس تقریب کہ مقدمات کی پیشی کے لئے چونکہ بار بار گورداسپور جانا پڑتا ہے۔ اور اس طرح آئے دن پا رکاب رہنے اور پھر خصوصاً بارش کا موسم ہونے سے سفر کے متاعب اور تکلیفات بہت درجہ بڑھ جاتی ہیں۔ یہ تجویز فرمایا تھا۔ کہ جب تک مقدمات کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ معہ اہل بیت کے گورداسپور میں ہی قیام کیا جاوے۔ ۱۸ تاریخ کو مقدمہ کی پیشی تھی۔ اور عمل کے بعد عدالت نے ۵ ستمبر کا دن سماعت مقدمہ کے لئے تجویز کیا۔ چونکہ یہ ایک لمبا وقفہ تھا۔ اس لئے نہ معلوم کون سے ایسے محرکات پیدا ہوئے۔ جنکی وجہ سے اس مجسم رحم اور کرم انسان نے ارادہ کیا۔ کہ لاہور چلکر تشنگان آب ہدایت کو پند و نصایح کا جام پلایا جاوے۔ اور خواب غفلت میں مدہوش سونے والوں کو بیدار کر کے اس شاہی عتاب سے باخبر کیا جاوے۔ جو کہ طاعون کے رنگ میں ظاہر ہو رہا ہے۔ اور اس رحیم کی معبود اور مسجود کی یاد دلائی جاوے۔ جس کو فانی لذات کی عارضی حلاوت کی وجہ سے لوگ فراموش کر بیٹھے ہیں۔ میرا اپنا یہ خیال ہے کہ سال گذشتہ کے آخری حصہ میں چونکہ حضرت مسیح موعود نے ایمار الہی سے تجویز فرمایا تھا۔ کہ پنجاب کے بڑے بڑے بلاد و امصار میں سفر کر کے وہاں منہاج نبوۃ پر بذریعہ تقریرین کے تبلیغ اور اتمام حجۃ کی سنت کو پورا کیا جاوے۔ اور منجملہ ان مقامات کے لاہور بھی دار السلطنت پنجاب ہونیکی وجہ سے ایک اعلیٰ درجہ کا ممتاز شہر تھا۔ اس لئے آپ کے اس ارادہ کو پورا کرنے کے لئے یہ تقریب پیدا ہو گئی۔

روانگی و منزل مقصود آپ ۱۰ اگست سنہ ۰۴ء کو سب سے اول ٹرین میں گورداسپور سے معہ اہل بیت روانہ ہوئے۔ بٹالہ اور امرتسر وغیرہ سے بعض اصحاب نے معیت اختیار کی۔ امرتسر کے سٹیشن پر وہاں کی احمدی جماعت اور ایک کثیر گروہ دوسرے معززین کا حضور کی زیارت اور ملاقات سے مشرف ہونے کو موجود تھا۔ دو گھنٹہ کے قریب ٹرین وہاں ٹھہری۔ جبکہ لوگ جا جا کر مصافحے اور ملاقات کرتے رہے۔ دو بجے سے پیشتر لاہور کے سٹیشن پر پہنچے۔ دور سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا کل پلیٹ فارم آدمیوں سے پر ہے۔ اور پاؤں رکھنے کو جگہ نہیں۔ احمدی جماعت کے علاوہ سٹیشن کا عملہ جن میں انگریز اور ہندو اور مسلمان وغیرہ اور دیگر معززین و عوام الناس لاہور جو کہ زیارۃ کے مشتاق تھے۔ پلیٹ فارم پر موجود تھے۔ سب سے اول مستورات کو گاڑیوں پر سوار کر کے زیر اہتمام حکیم نور محمد صاحب احمدی پروپرائٹر کارخانہ ہمدم صحت لاہور قیام گاہ پر پہنچا دیا گیا۔ اسکے بعد خود حضرت مسیح موعود اور آپکے دیگر اصحاب کبار گاڑیوں میں سوار ہوئے۔ آپکی گاڑی بہت آہستہ آہستہ قدم بہ قدم اس لئے چلتی تھی۔ کہ تا کہ ان لوگوں کو جو کہ حسن عقیدت اور محبت کی وجہ سے پا پیادہ ہمراہ آرہے ہیں۔ تکلیف نہ ہو ٭

جائے قیام حضور کے قیام کے لئے اس دفعہ میاں معراج الدین عمر احمدی رئیس و ٹھیکدار لاہور (۔۔۔) کا ایوان تجویز ہوا تھا۔ جو کہ حال ہی میں دہلی دروازہ کے باہر تعمیر ہوا ہے۔ لیکن چونکہ مطلق یہ عمارت کل مہمانوں کی آسایش کے لئے کافی نہ تھی۔ اس لئے میاں چراغ الدین صاحب احمدی رئیس لاہور کا ایوان مسمے مبارک منزل اور آپکی دیگر وسیع عمارات کا ایک بڑا حصہ بھی مہمانداری کے لئے آراستہ کیا گیا تھا۔ یہ مبارک منزل وہ ایوان ہے۔ جہاں حضرت مسیح نے سفر جہلم کیوقت قیام فرمایا تھا۔ اور اس خوشی کی تقریب پر مالکان مکان نے اس کا یہ نام انتخاب کیا تھا۔

سفر جہلم کے واقعات قلمبند کرتے ہوئے ہم نے یہ لکھا تھا۔ کہ اس موقعہ پر جو دعوت لاہور میں حضرت اقدس اور آپکی جماعت کو دیگئی تھی۔ وہ جماعت لاہور کیطرف سے تھی۔ یہ ہماری غلطی تھی۔ ہمیں معلوم ہوا۔ کہ اس کا کل اہتمام صرف میاں چراغدین کیطرف سے تھا

یہ ہر دو عمارات جن کو حضرت مسیح موعود کے فرودگاہ ہونے کا فخر حاصل ہوا ہے۔ ریلوے سٹیشن کے قریب دہلی دروازہ کے باہر شاہ محمد غوث صاحب کی مزار کے قریب واقع ہیں۔ اور انکے تعمیر ہو جانے سے احمدی مسافروں کی وہ تکلیفات جو کہ لاہور میں عارضی قیام یا آمد و رفت کی وجہ سے پیش آتی تھیں۔ یک قلم رفع ہو گئیں ہیں۔ چونکہ میاں چراغدین صاحب کی عمارت پہلے سے تعمیر شدہ ہے۔ اس لئے وہ ابنائے سبیل کیخدمتوں سے خیر کثیر حاصل کرنیمیں سبقت لیگئی ہوئی ہے۔

سفر میں اہل بیت کی ہمراہی بعض کم ظرف اور تنگ خیال کے لوگوں نے اس امر پر اعتراض کئے۔ کہ سفر میں بھی عورتوں کے جھگھٹے کے سوا ان سے رہا نہ گیا۔ یہ انکی نادانی ہے۔ جن لوگوں نے چشمۂ نبوت کے آب حیات سے کوئی جرعہ نوش کیا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ سرور انبیاء اور امت محمدیہ کے ابو الانبیاء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی دستور تھا۔ کہ ایسے موقعہ پر اہل بیت کو ہمیشہ ہمراہ رکھتے چنانچہ اسی اتباع میں آپکے خدام والاشان مولوی محمد علی صاحب۔ ایم۔ اے۔ خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر بی۔ اے مرزا خدا بخش صاحب اور دیگر اصحاب کے اہل بیت بھی ہمراہ تھے۔ اور جب حکیم نور الدین صاحب و مولانا عبد الکریم صاحب اور عالی جناب نواب محمد علی خان صاحب کے نام حضرت کا فرمان لاہور آنے کے لئے پہونچا۔ تو اُسی سنت نبوی کے اتباع میں سہ اصحاب معہ اہل بیت کے رونق افروز لاہور ہوئے ہیں۔ ہمیں یہ دیکھکر بہت خوشی ہوئی کہ سیالکوٹی سابق بالخیر جماعت نے بھی اس سفر میں اسی سنت پر عمل درآمد کیا ٭ (باقیست)

احمدی ڈرافسمینوں سے ضروری التماس

نمبر ۴۲ سے البدر میں ایک خاص نقشہ ٹائیٹل پیج کا دیا جا رہا ہے۔ محض قیاسی طور پر یہ بدر میدان کا خاکہ ہے اگرچہ اسے بعض اصحاب نے پسند فرما کر تاکید کی ہے۔ کہ اسے نہ بدلا جاوے۔ لیکن چونکہ اسکی تیاری کیلئے ایک نقشہ نویس کاتب کیضرورت ہے۔ جس کا ملنا محال ہے۔ اس لئے میری رائے ہے۔ کہ ایک خوش نما اور دلپسند ایسا نظارہ تیار کیا جاوے۔ جس کو علاوہ اپنی خوش نظری کے کاتب کیلئے طیار کرنا بھی آسان ہو۔ اور وہ البدر کے مفہوم کو بھی ادا کرتا ہو۔ اگر میرے مہربان ڈرافٹسمین توجہ فرماویں۔ تو ایسا نقشہ کا طیار ہونا کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ پہلے صرف پنسل سے ڈیزائن کر کے خاکسار کو نقشہ ارسال کیا جاوے۔ پھر جو پسند ہوگا۔ مسطر چھپوائی جاویگی۔ جس پر کاتب قلم پھیر کر تیار کر لیا کرے گا ٭

---

۳ ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء کو لاہور میں حضرت داتا گنج بخش صاحب قدس سرہ کی خانقاہ کے پاس اچھی لکچر گاہ تھی اور جو ایسے کاموں کے لئے واقعی موزوں جگہ تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لکچر "اسلام اور اس ملک کے دوسرے مذاہب" پر پڑھا گیا۔ خود حضرت اقدس بھی موجود تھے۔ مگر لکچر مولوی عبد الکریم صاحب نے پڑھا۔ اور اسکے بعد خود حضرت نے ایک تقریر کی۔ جسے ہم دوسری جگہ درج کرینگے۔ دس بارہ ہزار کے قریب مخلوق جسمیں ذی علم صاحب اثر اور وجاہت اشخاص سوائے عیسائیوں کے جو النادر کالمعدوم تعداد میں تھے موجود تھے۔ الحمد للہ کہ ناظرین نے بڑے امن اور چین سے اس لکچر کو سنا جہاں تک ہمارا خیال ہے اس تبلیغ اور اتمام حجۃ نے لاہور کی خاص پبلک کی رائے کو حضرت مسیح کے بارے میں بدل دیا ہے۔ مفصل کیفیت اور خلاصہ لکچر انشاء اللہ دوسرے موقع پر درج کرینگے ٭

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۷ر اگست ۱۹۰۴ء قادیان

شام کی نماز کے بعد چند ایک احباب نے بیعت کی۔ انمین ایک صاحب ایسے تھے جو کہ اپنے زمانہ جہالت مین حضرة مسیح موعود علیہ السلام کو سخت الفاظمی سے یاد کرتے اور بہت ہی برا بھلا کہتے تھے۔ وہ اپنی ان خطاؤن کی معافی حضرة اقدس علیہ السلام سے طلب کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ توبہ کے بعد اللہ تعالے سب گناہ بخشدیتا ہے۔ اس اثنا مین اس تائب کا دل اپنے گناہون کو یاد کرکے بھر آیا۔ اور بہوت بہوت کر رونے لگ گیا۔ روتا جاتا تھا۔ اور گناہونکی مغفرة کی دعا بھی کرتا جاتا تھا۔ اسکی اس حالت کو جناب حکیم نورالدین صاحب نے دیکھ کر عرض کی۔ کہ ایسے ہی مذنب ہین۔ جنکو گناہ خدا بخشدیتا ہے۔ اس پر سلسلہ کلام چل پڑا۔ اور حضرة مسیح موعود علیہ الصلوة والسلام نے ذیل کی تقریر شروع کی۔

فرقہ ملامتی٭

فرمایا۔ کہ ذنوبی آدمی کو اسی لئے قرب بخشتے ہین۔ بشرطیکہ ساتھ توبہ اور استغفار بھی ہو۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اللہ تعالی نے خطا اور صغائر مین انبیاء کو بھی شریک کر دیا ہے۔ تاکہ قرب آلہی کے مراتب مین وہ ترقی کر سکین۔

فرقہ ملامتی۔ کو مین پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ خدا کے...... تقابلہ پر غیر کے وجود کو بڑا خیال کرتے ہین اور اپنے اعمال صالحہ کو پوشیدہ رکھکر مخلوق کی نظرون مین متہم (جائے تہمت) ہونا چاہتے ہین۔ یہ انکی غلطی ہے۔ دوسرے وجود کو تو لا شے خیال کرنا چاہیئے۔

اور کسی کے ضرر اور نفع پر نظر ہرگز نہ رکھنی چاہیئے۔ نہ کسی کی مدح سے پہولے اور دل مین خوش ہو۔ اور نہ کسی کی ذم سے رنجیدہ خاطر ہو۔ سچے موحد وہی ہوتے ہین۔ جو خدا کے سوا کسی دوسرے کے وجود کو کوئی شے خیال نہیں کرتے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ فرقہ ملامتی اس توحید سے گرا ہوا ہے۔ خداتعالے نے مومنون کی صفت فرمائی ہے۔ لا یخافون لومة لائم۔ کہ وہ کسی ملامت کرنے والی کی ملامت سے نہیں خوف کھاتے۔ اور صرف اپنے مولا کی رضامندی کو مقدم رکھتے ہین۔

مومن ایک لاپرواہ انسان ہوتا ہے۔ اُسے صرف خدا کی رضامندی کی حاجت ہوتی ہے۔ اور اُسی کی اطاعت کو وہ ہر دم مدنظر رکھتا ہے۔ کیونکہ جب اُس کا معاملہ خدا سے ہے۔ تو پہر اُسے کسی کی ضرر اور نفع کا کیا خوف ہے۔

جب انسان خداتعالے کے بالمقابل کسی دوسرے کے وجود کو دخل دیتا ہے۔ تو ریا اور عجب وغیرہ معاصی مین مبتلا ہوتا ہے۔ یاد رکھو۔ کہ یہ دخل وہی ایک زہر ہے۔ اور کلمہ لاالہ الاالله کے اول جزو لاالہ مین اسکی بھی نفی ہے۔ کیونکہ جب انسان کسی انسان کی خاطر خدا کے ایک حکم کی بجاآوری سے قاصر رہتا ہے۔ تو آخر اسے خدا کی کسی صفت مین شریک کرتا ہے۔ تبھی تو قاصر رہتا ہے۔ اس لئے لاالہ کہتے وقت اس قسم کے معبودون کی بھی نفی کرتا ہے۔ صوفیون نے اس قسم کے ملامتی لوگون کے بہت سے قصے لکھے ہین۔ امام غزالی (علیہ الرحمة) نے بھی لکھا ہے۔ کہ آج کل کے فقراء ریاکار ہوتے ہین۔ تن کی آسانی کو مدنظر رکھہ کر موٹے جھوٹے کپڑے تو پہنتے نہیں۔ اس لئے باریک کپڑون کو گیروا یا سبز رنگ لیتے ہین۔ اور اُن کے جبے پہنکر اپنے کو فقرا مشہور کرتے ہین۔ مقصود ان کا یہ ہوتا ہے۔ کہ لوگون سے متمیز ہون۔ اور عوام الناس خصوصیت سے ان کیطرف دیکھین۔ پھر روزہ دارون کا ذکر لکھا ہے۔ کہ کوئی روزہ دار مولوی کسی کے ہان جاوے۔ اور اُسے مقصود ہو۔ کہ اپنے روزہ کا اظہار کرے۔ تو مالک خانہ کے استفسار پر بجائے اس کے کہ سچ بولے۔ کہ مین روزہ رکھا ہوا ہے۔ لوگوں کی نظرون مین بڑا نفس کش ثابت کرنے کے لئے جواب دیا کرتے ہین۔ کہ مجھے عذر ہے۔ غرضیکہ اسطرح کے بہت سے مخفی گناہ ہوتے ہین جو اعمال کو تباہ کرتے رہتے ہین۔ امراء کو کبر اور نخوة لگے رہتے ہین جو کہ انکے عملون کو کھاتے رہتے ہین۔

غریبونکی سبقت نجات مین

اس لئے بعض غریب آدمی جنکو اس قسم کے خیالات نہین ہوتے۔ وہ سبقت لیجاتے ہین۔ غرضیکہ ریا وغیرہ کی مثال ایک چوہے کی ہے۔ جو کہ اندر ہی اندر اعمال کو کہاتا رہتا ہے خداتعالی بڑا کریم ہے۔ لیکن اس کی طرف آنے کے لئے عجز ضروری ہے۔ جس قدر انانیت اور بڑائی کا خیال اُسکے اندر ہوگا۔ خواہ وہ علم کے لحاظ سے ہو۔ خواہ ریاست کے لحاظ سے۔ خواہ مال کے لحاظ سے۔ خواہ خاندان اور حسب نسب کے لحاظ سے۔ تو اسیقدر پیچھے رہ جاوے گا اسی لئے بعض کتابون میں لکھا ہے۔ کہ سادات مین سے اولیاء کم ہوئے ہین۔ کیونکہ خاندانی تکبر کا خیال انمین پیدا ہو جاتا ہے۔ قرون اولے کے بعد جب یہ خیال پیدا ہوا۔ تو یہ لوگ رہ گئے۔

اس قسم کے حجاب انسان کو بے نصیب اور محروم کر دیتے ہین۔ بہت ہی کم ہین۔ جو ان سے نجات پاتے ہین۔ امارت اور دولت بھی ایک حجاب ہوتا ہے۔ امیر آدمی کو کوئی غریب غریب اور ادنے آدمی سلام علیکم کہے تو اُسے مخاطب کرنا۔ اور وعلیکم السلام کہنا اُسکو عار معلوم ہوتا ہے۔ اور خیال گذرتا ہے۔ کہ یہ حقیر اور ذلیل آدمی کب اس قابل ہے۔ کہ ہمیں مخاطب کرے۔ اسی لئے حدیث مین آیا ہے۔ کہ غریب امیرون سے پانسد سال پیشتر جنت مین جاوین گے۔ ہمین معلوم نہیں۔ کہ اس حدیث کے معانی کیا ہین۔ لیکن ہم ان الفاظ پر ایمان لاتے ہین اس کا ایک باعث یہ بھی ہے۔ کہ غریبون کا تزکیہ نفس قضا وقدر نے خود ہی کیا ہوتا ہے۔

حصول فضل کے دو راہ

یاد رکھو۔ کہ خدا کے فضل کے حاصل کرنے کے دو راہ ہین۔ ایک تو زہد نفس کشی اور مجاہدات کا ہے۔ اور دوسرا قضا وقدر کا۔ لیکن مجاہدات سے اس راہ کا طے کرنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ اس مین انسان کو اپنے ہاتھ سے اپنے بدن کو مجروح اور خستہ کرنا پڑتا ہے عام طبایع بہت کم اس پر قادر ہوتی ہین۔ کہ وہ دیدہ ودانستہ تکلیف جھیلین۔ لیکن قضاء وقدر کیطرف سے جو واقعات اور حادثات انسان پر آکر پڑتے ہین۔ وہ ناگہانی ہوتے ہین۔ اور جب آپڑتے ہین۔ تو قہر درویش برجان درویش ان کو برداشت کرنا ہی پڑتا ہے۔ جو کہ اس کے تزکیہ نفس کا باعث ہو جاتا ہے جیسے شہدا کو دیکھو۔ کہ جنگ کے بیچ مین لڑتے لڑتے جب مارے جاتے ہین۔ تو خدا کے نزدیک کس قدر اجر کے مستحق ہوتے ہین۔ یہ درجات قریب بھی ان کو قضا و قدر سے ہی ملتے ہین۔ ورنہ اگر تنہائی مین ان کو اپنی گردنیں کاٹنی پڑین۔ تو شاید بہت تھوڑے ایسے نکلین۔ جو

٭حاشیہ: یہ ایک فرقہ ہے۔ جو کہ خیال عند ذو ر تان الرحمن کا تابع ہوتا ہے۔ مگر لوگونکی نظرون مین عمدًا حقیر اور ذلیل بننے کیلئے فاسقانہ حرکات کرتا ہے۔ اور خیال یہ ہوتا ہے۔ کہ مین نفس کو مارتا ہون۔

٭ ٭ ٭

شہید ہوں ۔ اسی لیئے اللہ تعالیٰ غربا کو بشارت دیتا ہے ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات و بشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبة ۔ قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ اس کا یہی مطلب ہے ۔ کہ قضاء وقدر کی طرف سے ان کو ہر ایک قسم کے نقصان پہنچتے ہیں ۔ اور پھر وہ جو صبر کرتے ہیں ۔ تو خدا تعالیٰ کی عنائتیں اور رحمتیں اُنکے شامل حال ہوتی ہیں ۔ کیونکہ تلخ زندگی کا حصہ ان کو بہت ملتا ہے ۔ لیکن امراء کو یہ کہاں نصیب ۔ امیروں کا تو یہ حال ہے ۔ کہ پنکھا چل رہا ہے ۔ آرام سے بیٹھے ہیں ۔ خدمتگار حیار لایا ہے ۔ اگر اُس میں ذرا سا قصور بھی ہے ۔ خواہ میٹھا ہی کم یا زیادہ ہے ۔ تو غصہ سے بھر جاتے ہیں ۔ خدمتگار کو نارافر ہوتے ہیں ۔ بہت غصہ ہو ۔ تو مارنے لگ جاتے ہیں ۔ حالانکہ یہ مقام شکر کا ہے ۔ کہ اُن کو ہل جوتنا نہیں پڑا ۔ کاشتکاری کے مصائب برداشت نہیں کیئے ۔ چولھے کے آگے بیٹھکر آگ کے سامنے تپش کی شدت برداشت نہیں کی ۔ اور پکی پکائی شے محض خدا کے فضل سے سامنے آگئی ہے ۔ چاہیئے تو یہ تھا ۔ کہ خدا کے احسانوں کو یاد کر کے رطب اللسان ہوتے ۔ لیکن اُسکے سارے تو احسانوں کو بھولکر ایک ذرا سی بات پر سارا کیا کرایا رائیگان کر دیتے ہیں ۔ حالانکہ جیسے وہ خدمتگار انسان ہے اور اُس سے غلطی اور بھول ہو سکتی ہے ۔ ویسے ہی وہ آقا بھی تو انسان ہے ۔ اگر اُس خدمتگار کی جگہ خود یہ کام کرتا ہوتا ۔ تو کیا یہ غلطی نہ کرتا ۔ پھر اگر ماتحت آگے سے جواب دے ۔ تو اسکی اور شامت آتی ہے ۔ اور آقا کے دل میں رہ رہ کر جوش اُٹھتا ہے ۔ کہ یہ ہمارے سامنے کیوں بولتا ہے ۔ اور اسی لیئے وہ خدمتگار کی ذلت کے درپے ہوتا ہے ۔ حالانکہ اُس کا حق ہے ۔ کہ وہ اپنی غلطی کی تلافی کے لیئے زبان کشائی کرے ۔ اسی پر مجھے ایک بات یاد آئی ہے ۔ کہ سلطان محمود کی دیا ہارون رشید کی ایک کنیز تھی ۔ اس نے ایک دن بادشاہ کا بستر اجو کیا ۔ تو اُسے گدگدا اور ملائم اور پھولوں کی خوشبو سے بسا ہوا پاکر اسکے دل میں آیا ۔ کہ میں بھی لیٹ کر دیکھوں ۔ تو سہی کہ اس میں کیا آرام حاصل ہوتا ہے ۔ وہ لیٹی تو اُسے نیند آ گئی ۔ جب بادشاہ آیا ۔ تو اسے سوتا پاکر ناراض ہوا ۔ اور تازیانہ کی سزا دی ۔ وہ کنیز روتی بھی جاتی اور ہنستی بھی جاتی ۔ بادشاہ نے وجہ پوچھی ۔ تو اس نے کہا ۔ کہ روتی تو اس لیئے ہوں ۔ کہ میں چند لمحہ اس پر سوئی ۔ تو مجھے یہ سزا ملی ۔ اور جو اس پر ہمیشہ سوتے ہیں ۔ اُن کو خدا معلوم کس قدر عذاب بھگتنا پڑے گا ۔ پس غریبوں کو ہرگز بے دل نہ ہونا چاہیئے ۔ اُن کا قدم آگے ہی ہے لیکن وہ کوشش کریں ۔ کہ تھوڑی بہت جو کسر ہے ۔ وہ نکالدیویں ۔ کیونکہ بعض وقت ان لوگوں سے غریبی میں بھی بڑے بڑے گناہ صادر ہو جاتے ہیں ۔ صبر نہیں کرتے خدا کو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں ۔ معاش کی قلت ہو ۔ تو چوری ۔ ڈاکہ ۔ اور دوسرے جرایم شروع کر دیتے ہیں ایسی حالتوں میں صبر کرنا چاہیئے ۔ اور خدا کی نافرمانی کیطرف ہرگز مائل نہ ہونا چاہیئے ۔ غربت ۔ اور کمی رزق دراصل انسان کو انسان بنانے کے لیئے بڑی کیمیا ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ اور قصور نہ ہوں ۔ جیسے مالداروں میں تکبر اور نخوت وغیرہ پیدا ہو کر اُنکے اعمال کو تباہ کر دیتے ہیں ۔ ویسے ہی ان میں بے صبری موجب ہلاکت ہوتی ہے ۔ اگر غریب لوگ صبر سے کام لیں ۔ تو ان کو وہ حاصل ہو ۔ جو اور لوگوں کو مجاہدہ سے حاصل نہیں ہو سکتا ۔ خدا نے اصل میں بڑا احسان کیا ہے ۔ کہ انبیاء کے ساتھ غریبی کا حصہ بھی رکھدیا ہے ۔ آنحضرة صلی اللہ علیہ وسلم بکریاں چرایا کرتے تھے ۔ موسے نے بکریاں چرائیں ۔ کیا امرا یہ کام کر سکتے ہیں ۔ ہرگز نہیں ۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک جنگل میں ہوا ۔ وہاں کچھ پھلدار درخت تھے ۔ چند ایک صحابی جو کہ ہمراہ تھے ۔ وہ ان کا پھل توڑ کر کھانے لگے ۔ تو آپ نے فرمایا ۔ کہ فلان تو درخت کا پھل کھاؤ ۔ بہت شیریں ہے ۔ اصحابہ نے پوچھا ۔ کہ یا حضرة آپ کو کیسے علم ہے ۔ فرمایا ۔ کہ جب میں بکریاں چرایا کرتا تھا ۔ تو اس جنگل میں بھی آیا کرتا اور ان پھلوں کو کھایا کرتا تھا ۔ اسی لیئے اللہ تعالےٰ نے یہ تجویز نہیں کیا ۔ کہ انبیاء شاہی خاندان سے ہوں ورنہ تکبر اور نخوة کا کچھ نہ کچھ حصہ ان میں ضرور رہ جاتا ۔ اور پھر نبوة کے بھی دو حصے کر دیئے تو ایک مصائب اور شدائد کا اور دوسرا فتح ونصرة کا (چونکہ میری طبیعت بیمار تھی ۔ اور رات بھی سخت اندھیری تھی ۔ اس لیئے اس سے آگے تقریر کا حصہ قلمبند کرنے کا مجھے یارا نہ ہوا ۔ ضروری اور وہ نکات جو میری نظر میں نئے تھے ۔ وہ میں نے مختصر قلمبند کیئے ۔ جن کو ذیل میں درج کرتا ہوں:

(ایڈیٹر)

انبیاء کی زندگی کے ان دو حصوں میں بھی آلہی حکمت تھی ۔ ایک تو یہی تھی ۔ کہ اُن کے اخلاق میں ترقی ہو ۔ اور سچی بات یہی ہے ۔ کہ جوں جوں نبوة کا زمانہ گذرتا ہے ۔ اور واقعات اور حادثات کی صورت بدلتی جاتی ہے ۔ انبیاؤں کی اخلاقی حالت بھی ترقی کرتی جاتی ہے ۔ ابتدا میں ممکن ہے ۔ کہ غصہ وغیرہ زیادہ ہو ۔ اس لیئے نبی کی زندگی کا آخری حصہ بہ نسبت پہلے کے بہ لحاظ اخلاق کے بہت ترقی یافتہ ہوتا ہے ۔ اس سے یہ مراد ہرگز نہیں ہے ۔ کہ ابتدا میں اُن کے اخلاق عام لوگوں سے ترقی یافتہ نہیں ہوتے ۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ اپنے دائرہ نبوة میں وہ آخری حصہ عمر میں بہت مؤدب ہوتے ہیں ۔ ورنہ ان کی ابتدائی زندگی کا حصہ بھی اخلاق میں ۔ تو کل لوگوں سے اعلےٰ درجہ کا ہوتا ہے ۔ دوسری بات یہ ہے ۔ کہ نبی اگر شدائد اور دکھ مصائب سے امن میں رہے ۔ تو ان کی صبر کی قوت کا پتہ لوگوں کو کیسے معلوم ہو ۔ پھر بہت سے اخلاق فاضلہ اس قسم کے ہیں ۔ کہ وہ صرف نزول مصائب پر ہی حاصل ہوتے ہیں ۔ آنحضرة صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالےٰ کا بڑا فضل واحسان تھا ۔ کہ آپ کو دونو موقعہ عطا کیئے ۔ ہر ایک نبی کا یہ کام نہیں ۔ کہ وہ ہر ایک رتبہ کے لوگوں کو ایک کامل نمونہ اخلاق کا پیش کر سکے ۔ فقیر ۔ غریب اور امیر وغیرہ ہر ایک اُس کے چشمہ سے مساوی سیراب ہوا ۔ یہ صرف آنحضرة کی ہی ذات سے ہے ۔ جس نے کل ضرورتوں کو پورا کر کے دکھا دیا ۔

فرقہ چکڑالوی نے بھی یہاں ہی ٹھوکر کھائی ہے اُس نے یہ نہیں سمجھا ۔ کہ بغیر نمونہ کے دوسرا انسان تو اتباع کیسے پوری کر سکتا ہے ۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی ۔ کہکر آنحضرة صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک طبقہ کے انسان کو مخاطب کیا ہے ۔ کہ ہر تو ایک قسم کا سبق مجھ سے لو ۔ اور ظاہر ہے ۔ کہ تو جب تک ایک اسوہ سامنے نہ ہو ۔ انسان عمل در آمد قاصر رہتا ہے ۔ ہر ایک قسم کے کمال کے حصول کے لیئے نمونہ کی ضرورت ہے ۔ انسانی طبایع اسی قسم کی واقع ہوئی ہیں ۔ کہ وہ صرف قول سے مؤثر نہیں ہوتیں ۔ جب تک اس کے ساتھ فعل نہ ہو ۔ اگر صرف قول ہو ۔ تو صدہا اعتراض لوگ کرتے ہیں ۔ دین کی باتوں کو سن کر کہا کرتے ہیں ۔ کہ یہ سب باتیں کہنے کی ہیں ۔ کون اُن کو بجا لا سکتا ہے ۔ یونہی بنا چھوڑی ہیں ۔ اور ان اعتراضوں کا رد نہیں ہو سکتا ۔ جب تک ایک انسان عمل کر کے دکھانے والا نہ ہو (آخر چکڑالوی بھی تو ایک عملی نمونہ پیش کرتا ہے ۔ کہ اس طرح کرو پس اگر وہ نمونہ پیش کر سکتا ہے ۔ اور وہ قابل عمل قرار دیا جا سکتا ہے ۔ تو کیا وجہ جس پر قرآن نازل ہوا اور وہ اس کا کامل متبع گذرا ہے ۔ اُس کا نمونہ مکمل نہ مانا جاوے)

(ایڈیٹر)

حضرت مسیح موعود کی ایک تقریر کا خلاصہ

گذشتہ اشاعت سے آگے

اسی طرح ہماری کتب کے مطابق بھی بعثت مسیح کا یہی زمانہ ہے۔ حجج الکرامہ والے نے لکھا ہے۔ کہ کل اہل کشوف اسی طرف گئے ہین۔ کہ مسیح کی آمد ثانی کے لیے چودھوین صدی مقرر ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اسی زمانہ کے لئے اسے چراغ الدین کہا ہے۔ غرضیکہ ہر ایک بزرگ نے یہی زمانہ مقرر کیا ہے وہ چودھوین صدی سے آگے نہیں گیا۔ اگرچہ ان مین کچھ اختلاف ہے۔ چودھوین صدی مین لطیف ارشارہ اس طرف تھا۔ کہ دین اسلام چودھوین رات کے چاند کی طرح اس زمانہ مین چمک اٹھیگا۔ جس طرح چاند کا کمال چودھوین رات کو ہوتا ہے۔ اسی طرح اسلام کا کمال کل دنیا مین چودھوین صدی مین ظاہر ہوگا۔ تیرھوین صدی کی تاریکی ان لوگون مین ضرب المثل ہے۔ بعض کہتے ہین۔ کہ اس صدی کے علماء سے بھیڑیون نے بھی نجات مانگی تھی۔ یہ لوگ چودھوین صدی کے منتظر تھے۔ لیکن جب صدی آگئی۔ تو اپنی بدبختی کے باعث انکار کر گئے۔ اسی طرح قرآن مین ذکر ہے ؂

ولما جاءھم کتب من عند اللہ مصدق لما معھم وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ

اہل کتاب منتظر تھے۔ کہ پیغمبر کے آنے پر وہ اس کیساتھ ملکر کفار سے جنگ کرین گے۔ لیکن جب پیغمبر آیا۔ تو انکار پر آمادہ ہو گئے۔

عقل کے نزدیک بھی زمانہ مسیح کا یہی معلوم ہوتا ہے۔ اسلام اسقدر کمزور ہو گیا ہے۔ کہ ایک وقت ایک شخص کے مرتد ہو جانے پر اسلام مین شور پڑ جاتا تھا۔ لیکن اب لاکھون مرتد ہو گئے۔ رات دن مخالفت اسلام مین کتب تصنیف ہو رہی ہین۔ اسلام کی بیخکنی کیواسطے طرح طرح کی تجاویز ہو رہی ہین۔ عقل پسند نہین کرتی۔ کہ جس خدا نے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ کا وعدہ دیا ہے۔ وہ اسوقت اسلام کی حفاظت نہ کرے۔ اور خاموش رہے

یہ زمانہ کس قسم کی مصیبت کا اسلام پر ہے۔ کہ شرفا کی اولاد دشمن اسلام ہو کر گرجاؤن مین چلے گئے۔ اور کھلے طور پر رسول اکرم کی توہین ہو رہی ہے۔ ہر ایک قسم کی گالی اور سب وشتم مین آن کو یاد کیا جاتا ہے۔ ان تمام امور کو بہیئت مجموعی اگر دیکھا جائے۔ تو عقل کہتی ہے۔ کہ یہی وقت خدا کی تائید کا ہے۔ اور مین تم کو سچ کہتا ہون۔ کہ اگر یہ سلسلہ قایم نہ ہوتا۔ تو اسلام برباد ہو چکا تھا۔ سو خدا کے وجود کا یہ بھی ایک نشان ہے۔ کہ عین ضرورت کیوقت خدا تعالے نے اس سلسلہ کو قایم کیا۔ اور عین مصیبت کیوقت اسلام کو سنبھالا۔ تائیدات سماوی ہی اگر دیکھی جاوین۔ تو یہاں ہی ایک بڑا خزانہ ہے۔ خدا تعالے نے اپنے فضل سے ہزارہا نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کئے۔ اگر مین ان تمام نشانون کو جمع کرون۔ جو ہر روز مین اور میرے ساتھ رہنے والے دیکھتے ہین۔ تو ان کی تعداد لاکھ کے قریب ہو جاتی ہے۔ قطع نظر اس کے صرف براہین احمدیہ کے بعض الہامات کو دیکھا جاوے۔ چوبیس برس ہوئے کہ یہ کتاب تصنیف ہوئی۔ جو اس وقت مکہ۔ مدینہ۔ مصر بخارا۔ لنڈن اور ایسا ہی ہندوستان کے ہر ایک حصہ مین پونچ گئی۔ کئی ایک پادریون اور دیگر مخالفین اسلام کے گھرون مین پونچ گئی۔ اب اس کتاب مین مثلاً لکھا ہے۔ کہ خدا تعالی کیطرف سے مجھے ارشاد ہے۔ کہ اس وقت تو اکیلا ہے۔ اور تیرے ساتھ کوئی نہین۔ لیکن ایک وقت آویگا۔ کہ لوگ تیرے پاس دور دور سے آوین گے۔ (یاتون من کل فج عمیق) تو لوگون مین پہچانا جاویگا۔ اور تیری شہرت کیجاویگی۔ تیری امداد اور تائید کو دور دور سے لوگ آوین گے۔ پھر کہا کہ لوگ کثرت سے آوین گے۔ اور تو ان سے نرمی اور اخلاق سے پیش آنا۔ ان کی ملاقات سے مت گھبرانا (ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس) پھر آخر کار فرمایا۔ (اذا جاء نصر اللہ والفتح وانتھی امر الزمان الینا۔ الیس ھذا بالحق) یعنے جب خدا کی فتح اور نصرت آویگی۔ اور زمانہ کا امر ہماری طرف منتہی ہوگا۔ تو اس وقت کہا جاویگا۔ کہ کیا یہ سلسلہ حق نہیں۔ اب لاہور اور امرتسر کے لوگ اور ایسا ہی پنجاب کے لوگ اس بات سے واقف ہین۔ کہ براہین کی اشاعت کیوقت مجھے کوئی جانتا نہیں تھا۔ حتے کہ قادیان مین بہت کم لوگ ہون گے۔ جو مجھے پہچانتے ہون گے۔ پھر یہ امور کس طرح پورے ہو رہے ہین۔

اگرچہ یہ پیشگوئیان بدرجہ اتم ابھی پوری نہین ہوئین لیکن جس قدر ان الہامات کا ظہور ہو رہا ہے۔ وہ طالب حق کے لیے کافی ہے۔ اب کیا یہ میری بناوٹ ہو کہ ایک انسان آج سے چوبیس سال پہلے آج کل کے واقعات کا نقشہ کھینچ سکتا ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ ہزارہا مخلوق ..... کا مرجع ہوگا۔ خصوصاً جبکہ ایک مدت تک ان امور کا ظہور نہ ہوا۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ امور کسی فراست کا نتیجہ نہیں ہو سکتے۔ ان امور کو دیکھ کر مین کہہ سکتا ہون۔ کہ جسقدر نشانات خدا تعالے نے میری تائید مین ظاہر کیئے۔ وہ اپنی تعداد اور شوکت مین ایسے ہین۔ کہ بجز حضرۃ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کل انبیاء و مرسلین سے ایسے ثابت نہین ہوئے۔ لیکن اس مین میرا کیا فخر ہے۔ یہ سب کچھ تو اس پاک نبی کی فضیلت ہے جس کی امت مین ہونے کا مجھے فخر ہے۔ اس لیے پھر مین کہتا ہون۔ کہ آج کل کے پیرزادون اور سجادہ نشینون کو آزمالو۔ کسی پادری یا کسی مذہب کے سرگروہ کو میرے مقابل مین لاؤ۔ خدا تعالی نشان نمائی مین بالضرور اس کو میرے مقابل شرمندہ اور ذلیل کریگا۔ یہان تو نشانون کا دریا بہ رہا ہے۔ ہمارے دوست اس الہام سے خوب واقف ہین۔ جو دس بارہ سال ہوئے۔ خدا تعالی نے فرمایا۔ انی مھین من اراد اھانتک وانی معین من اراد اعانتک

اس ایک الہام کو کس قدر مواقع اور محل پر ہمارے دوستون نے پورے ہوتے دیکھا۔ کس طرح لوگون نے میری اہانت اور تذلیل کے لئے بیڑے اٹھائے اور کس طرح وہ خود ہی ذلیل اور خوار ہو گئے۔ اس کی ایک مثال نہیں۔ بلکہ کئی ایک مثالین ہین۔ ہان یہ ضرور ہے۔ کہ ان نشانات کو دیکھکر بھی لوگ ابھی گمراہ ہین۔ سو بات یہ ہے۔ کہ دنیا مین ہمیشہ سے دو گروہ چلے آئے ہین۔ ایک سعید۔ دوسرا شقی۔ ابوجہل نے ہزارون نشان دیکھے لیکن وہ کافر ہی رہا۔ سو اس صورۃ مین مومن کے لئے ضرور ہے۔ کہ وہ دعا مین لگ جاوے۔

آپ نے جو آج مجھ سے بیعت کی ہے یہ تخم ریزی کیطرح ہے۔ چاہئے کہ آپ اکثر مجھ سے ملاقات کرین۔ اور اس تعلق کو مضبوط کرین جو آج قایم ہوا ہے۔ جس شاخ کا تعلق درخت سے نہیں رہتا وہ آخر کار خشک ہو کر گر جاتی ہے۔ جو شخص زندہ ایمان رکھتا ہے۔ وہ دنیا کی پرواہ نہیں رکھتا۔ دنیا ہر طرح ملجاتی ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنیوالا

ہی مبارک ہے۔ لیکن جو دنیا کو دین پر مقدم رکھتا ہے وہ ایک مردار کیطرح ہے۔ جو کبھی سچی نصرۃ کا منہ نہین دیکھتا۔ یہ بیعت اُسوقت کام آسکتی ہے۔ جب دین کو مقدم کر دیا جاوے۔ اور اُس مین ترقی کرنے کی کوشش ہو۔ بیعت ایک بیج ہے۔ جو آج بویا گیا۔ اب اگر کوئی کسان صرف زمین مین تخم ریزی پر ہی قناعت کرے۔ اور پہل حاصل کرنے کا جو جو فرائض ہین۔ ان میں سے کوئی ادا نہ کرے۔ نہ زمین کو درست کرے۔ اور نہ آبپاشی کرے۔ اور نہ موقعہ بے موقعہ مناسب کہاد زمین مین ڈالے۔ نہ کافی حفاظت کرے۔ تو کیا وہ کسان کسی پہل کی امید کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اُس کا کہیت بالضرور تباہ اور خراب ہوگا۔ کھیت اُسی کا رہے گا۔ جو پورا زمیندار بنے گا۔ سو ایک طرح کی تخم ریزی آپ نے بھی آج کی ہے۔ خدا جانتا ہے۔ کہ کس کے مقدر مین کیا ہے۔ لیکن خوش قسمت وہ ہے۔ جو اس تخم کو محفوظ رکھے اور اپنے طور پر ترقی کے لئے دعا کرتا رہے ؛؛

شلاً نمازون مین ایک قسم کی تبدیلی ہونی چاہیئے۔ مین دیکھتا ہون۔ کہ آج کل لوگ جس طرح نماز پڑھتے ہین۔ وہ محض ٹکرین مارنا ہے۔ ان کی نماز مین اسقدر بھی رقت اور لذت نہین ہوتی۔ جسقدر نماز کے بعد ہاتھ اُٹھاکر دُعامین ظاہر کرتے ہین۔ کاش یہ لوگ اپنی دعائین نماز مین ہی کرتے۔ شاید اُن کی نمازون مین حضور اور لذت پیدا ہو جاتا۔ اسلیئے مین حکماً آپ کو کہتا ہون۔ کہ سردست آپ بالکل نماز کے بعد دعا نہ کرین۔ اور وہ لذت اور حضور جو دعا کے لئے رکھا ہے۔ دُعاؤن کو نماز مین کرنے سے پیدا کرین۔ میرا مطلب یہ نہیں۔ کہ نماز کے بعد دعا کرنی منع ہے۔ لیکن مین چاہتا ہون۔ کہ جب تک نماز مین کافی لذت اور حضور پیدا نہو۔ نماز کے بعد دُعا کرنے مین نماز کی لذت کو مت گنواؤ۔

ہان جب یہ حضور پیدا ہو جاوے۔ تو کوئی ہرج نہیں۔ سو بہتر ہے۔ نماز مین دعائیں اپنی زبان مین مانگو۔ جو طبعی جوش کسی کی مادری زبان مین ہوتا ہے وہ ہرگز غیر زبان مین پیدا نہیں ہو سکتا۔ سو نمازون مین قرآن اور ماثورہ دعاؤن کے بعد اپنی ضرورتون کو برنگ دُعا اپنی زبان مین خدا تعالےٰ کے آگے پیش کرو تاکہ آہستہ آہستہ تم کو حلاوت پیدا ہو جائے۔ سب سے عمدہ دعا یہ ہے۔ کہ خدا کی رضامندی اور گناہون سے نجاۃ حاصل ہو۔ کیونکہ گناہون ہی سے دل سخت ہو جاتا اور انسان دنیا کا کیڑا بن جاتا ہے۔ ہماری دعا یہ ہونی چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ ہم سے گناہون کو جو دل کو سخت کر دیتے ہین۔ دور کر دے۔ اور اپنی رضامندی کی راہ دکھلائے۔ دنیا مین مومن کی مثال اُس سوار کی ہے۔ کہ جو جنگل مین جا رہا ہے۔ اور راہ مین بسبب گرمی اور تکان سفر کے ایک درخت کے نیچے ستانے کے لئے ٹھہر جاتا ہے۔ لیکن ابھی گھوڑے پر سوار ہے۔ اور کھڑا کھڑا گھوڑے پر ہی کچھ آرام لیکر آگے اپنے سفر کو جاری رکھتا ہے۔ لیکن جو شخص اس جنگل مین گھر بنا لے۔ وہ ضرور درندون کا شکار ہوگا۔ مومن دنیا کو گھر نہیں بناتا۔ اور جو ایسا نہیں۔ خدا اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ نہ خدا کے نزدیک دنیا کو گھر بنانیوالے کی عزت ہے خدا مومن کی عزت کرتا ہے۔ حدیث مین آیا ہے۔ کہ مومن نوافل کے ساتھ خدا کا قرب حاصل کر لیتا ہے نوافل سے مراد یہ ہے۔ کہ خدمت مقررکردہ مین زیادتی کیجاوے۔ ہر ایک خیر کے کام مین دنیا کا بندہ تھوڑا سا کرکے سُست ہو جاتا ہے۔ لیکن مومن زیادتی کرتا ہے۔ نوافل صرف نماز سے ہی مختص نہین۔ بلکہ ہر ایک حسنات مین زیادتی کرنا نوافل ادا کرنا ہے مومن محض خدا کی خوشنودی کے لیے اُن نوافل کی فکر مین لگا رہتا ہے۔ اُس کے دل مین ایک درد ہے۔ جو اُسے بے چین کرتا ہے۔ اور وہ دن بدن نوافل وحسنات مین ترقی کرتا جاتا ہے اور بالمقابل خدا بھی اُس کے قریب ہوتا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ مومن اپنی ذات کو فنا کرکے خدا کے سایہ تلے آتا جاتا ہے۔ اس کی آنکھ خدا کی آنکھ اُس کے کان خدا کے کان ہو جاتے ہین۔ کیونکہ وہ کسی معاملہ مین خدا کی مخالفت نہیں کرتا۔ ایک روایت مین یہ بھی ہے۔ کہ اُس کی زبان خدا کی زبان اور اُس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہو جاتا ہے۔ پھر خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ مجھے کسی بات مین اس قدر تردد نہیں ہوتا۔ جسقدر مومن کی جان نکالنے مین تردد ہوتا ہے۔ یون تو خدا کی ذات سب ترددات سے پاک ہے۔ لیکن یہ فقرہ جو فرمایا تو مومن کے اکرام کے لئے فرمایا۔ اب دوسرے لوگ کیڑے مکوڑون کیطرح مر جاتے ہین۔ لیکن مومن کا معاملہ دگرگون ہے۔ مجھے یہ سمجھ آتی ہے۔ کہ جو صلحاء اور انبیاء کی زندگی آئے دن طرح طرح کی بیماریون مین مبتلا رہتی ہے اور بعض وقت اُن کو خوفناک امراض لاحق ہو جاتے ہین۔ جیسے کہ ہمارے رسول خدا کو صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت تھی۔ یہ اس تردد کا اظہار ہے۔ جس کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ گویا اللہ تعالےٰ اس سے معاملہ ایسا کرتا ہے۔ اور خوفناک بیماریون سے اُسے نجاۃ دیکر ظاہر کر دیتا ہے۔ کہ وہ اُسے معمولی انسانون کیطرح ضایع نہین کرتا۔ قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔ کہ مومن کی ہر ایک چیز بابرکت ہو جاتی ہے۔ جہان وہ بیٹھتا ہے۔ وہ جگہ دوسرون کے لئے موجب برکت ہوتی ہے۔ اس کا پس خوردہ اورون کے لئے شفا ہے۔ حدیث مین آیا ہے۔ کہ ایک گنہگار خدا تعالےٰ کے سامنے لایا جاویگا۔ خدا تعالیٰ اس سے پوچھیگا۔ کہ تونے کوئی نیک کام کیا۔ وہ کہیگا۔ کہ نہیں۔ پہر خدا تعالیٰ اس کو کہیگا۔ کہ فلان مومن کو تو ملا تھا۔ وہ کہیگا۔ خداوندا۔ مین ارادتاً تو کبھی نہیں ملا۔ وہ خود ہی ایک دن مجھے راستہ مین ملگیا۔ خدا تعالےٰ اُسے بخشدیگا۔ پہر ایک اور موقعہ پر حدیث مین آیا ہے۔ خدا تعالیٰ فرشتون سے دریافت کریگا۔ کہ میرا ذکر کہان پر ہو رہا ہے۔ وہ کہین گے۔ کہ ایک حلقہ مومنین کا تہا۔ جہان دنیا کے ذکر کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ البتہ ذکر الٰہی آٹھون پہر ہو رہا ہے۔ ان مین ایک دنیا پرست شخص تہا۔ اللہ تعالیٰ فرمادیگا کہ مین نے اس دنیا دار کو اس ہم نشینی کے باعث بخشدیا

انھم قوم لا یشقی جلیسھم

بعض حدیثون مین آیا ہے۔ کہ جہان ایک مومن امام ہو اس کے مقتدی پیش ازین کہ وہ سجدہ سے سر اٹھاوے بخشدیئے جاتے ہین۔

مومن وہ ہے۔ کہ جس کے دل مین محبت الٰہی نے عشق کے رنگ مین جڑ پکڑ لی ہو۔ اس نے فیصلہ کر لیا ہو۔ کہ وہ ہر ایک تکلیف اور ذلت مین بھی خدا کا ساتھ نہ چھوڑیگا۔ اب جس نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کب کسیکا کانشنس کہتا ہے۔ کہ وہ ضایع ہوگا۔ کیا کوئی رسول ضایع ہوا۔ دنیا ناخون تک ان کو ضایع کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ لیکن وہ ضایع نہیں ہوتے جو خدا کے لئے ذلیل ہو۔ وہی انجام کار عزت وجلال کا تخت نشین ہوگا۔ ایک ابوبکر ہی کو دیکھو۔ جس نے سب سے پہلے ذلت قبول کی۔ اور سب سے پہلے تخت نشین ہُوا۔ اس مین کچھ شک نہیں۔ کہ پہلے کچھ نہ کچھ دُکھ اٹھانا پڑتا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے ؛ ؎

عشق اوّل سرکش وخونی بود
تاگریزد ہر کہ بیرونی بود

عشق الٰہی بے شک اوّل سرکش وخونی ہوتا ہے تاکہ نااہل دور ہو جاوے۔ عاشقان خدا تکالیف

ضوابط اخبار البدر

ؒ ؒ ؒ ؒ ؒ خواہشمندان خریداری پیشتر ملاحظہ کرلینا چاہیئے

(۱) **حجم** اخبار کا دراصل ۸ صفحہ ہیں۔ جنہیں ٹائیٹل پیج شامل ہے دو فالتو صفحہ صرف بعض اوقات کسی ضرورت پر ایزاد کئے جاتے ہیں۔

(۲) **مضامین** ۔ البدر کا خواص اور مقدم مضمون تو حضرۃ امام الزمان ...... مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات حتی الوسع ایک ہفتہ کے فاصلہ سے پونچانا ہے۔ بصورۃ نہ ہونے تقریروں وغیرہ کے آپ کی تصانیف میں سے عمدہ مضامین تبلیغ عملدرآمد اور ایزاد معرفت کے لئے یاددہانی کی غرض سے اور نیز مکتوبات وغیرہ درج کئے جاتے ہیں اس کے بعد جماعت احمدیہ کی خبریں اور دوسرے اخلاقی مضامین تردید مذہب باطلہ اور خود البدر کی اشاعت کے متعلق تحریکات .... اور مراسلات وغیرہ

(۳) **اوقات اشاعت** ۔ اخبار کی اشاعت کی تاریخیں اگرچہ ہر ماہ کی یکم ۔ ۱۰ ۔ ۱۶ ۔ ۲۴ ۔ ہیں ۔ اور حتی الوسع بڑی دیانت داری سے کوشش کی جاویگی ۔ کہ وقت پر اشاعت ہو ۔ مگر تاہم بروقت اشاعت کی ذمہ داری کسی تعہد کے ساتھ کارخانہ اپنے ذمہ نہیں لیتا۔

(۴) **خط و کتابت** ۔ کارخانہ کے متعلق خط و کتابت خواہ کسی قسم کی ہو۔ اپنا نمبر خریداری ضرور درج کرنا چاہیئے جب تک جوابی کارڈ یا ٹکٹ ہمراہ نہ ہوگا۔ کارخانہ جواب دینے کا ذمہ وار نہیں۔

(۵) ۔ **عدم رسید اخبار** ۔ اگر ایک ہی مقام یا اس کے گردنواح میں اخبار پونچگیا ہو۔ اور آپ کو نہ ملا ہو۔ تو تاریخ رسید سے ایک ہفتہ کے اندر کارخانہ کو اطلاع دینی چاہیئے۔ ورنہ ممکن ہے ۔ کہ وہ نمبر نہ مل سکے۔

(۶) **تبدیل پتہ** ۔ تبدیلی کیوقت چند دن پیشتر کارخانہ کو اس مقام کا پتہ دینا چاہیئے ۔ جہاں پتہ بدلنا ہے۔ ورنہ اگر سابقہ پتہ پر اخبار گیا۔ اور آپ کو نہ ملا ۔ تو ہم ذمہ وار نہیں۔

(۷) **چندہ سالانہ** ۔ پیشگی اگر بلا تقاضائے خود ارسال کیا جاوے ۔ پیشگی بذریعہ وی پی جس میں ایک کتاب قیمتی ا ر ۸ ر برٹش فارن ۔ ممالک یعنی ہندوستان سے باہر ہے ۔ جو خریدار ایک ماہ بعد ادائیگی قیمت کے وعدہ پر اخبار جاری کراتے ہیں ۔ اگر ان کا چندہ بلا تقاضا اپنے وعدہ پر نہ پونچا تو ان کے نام وی پی ارسال ہوگا ؛؛

ؒ ؒ ؒ ؒ ؒ ؒ ؒ ؒ ؒ ؒ ؒ ؒ

تفسیر القرآن بالقرآن پر بعض احباب کی رائے

براد رم جناب ایڈیٹر صاحب

ہماری جماعت کے معزز و معتقد افسر ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب نے جو تفسیر القرآن بالقرآن لکھی ہے ۔ اسکے متعلق میں ایک نہایت ضروری گذارش کرنا چاہتا ہوں جس سے میرا مقصود صرف اصلاح ہے ۔ نہ کہ نکتہ چینی +

قرآن کا عربی متن نہایت ہی غلط لکھا گیا ہے ۔ جسے دیکھکر طبیعت بڑی سخت مکدر ہوتی ہے قطع نظر اس سے سوائے چند اوراق کے بدخط بھی اول درجہ کا ہے

ترجمہ کرنے میں جن باتوں کا وعدہ کیا گیا تھا ۔ ان کا اکثر جگہ بالکل لحاظ نہیں کیا گیا ۔ بلکہ کئی الفاظ تو درکنار آیات کا ترجمہ ہی چھوڑ دیا ہے ۔ پھر ترجمہ معنے خیز نہیں بلکہ بعض مقامات پر خاص کر وہ معنے اختیار کئے گئے ہیں ۔ جن کو الفاظ سے کچھ علاقہ نہیں ۔ کئی آیات تفسیر طلب تہیں ۔ اور مفسر نے انکی تفسیر نہیں کی ۔ باوجود ان نقصوں کے ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ جب تک کوئی دوسری تفسیر تیار نہیں ہوتی ۔ یہی غنیمت ہے ۔ مگر کیا اچھا ہو اگر ڈاکٹر صاحب موصوف اس پر نظر ثانی کر کے اسے دوبارہ خوشخط چھپوائیں ۔ اور اصلاح طلب مقامات کی اصلاح کر دیں ۔ اور جہاں زیادہ وضاحت کی ضرورت ہو ۔ وہاں توضیح کر دیں ۔ پھر یہ تفسیر ایک بے نظیر تفسیر ہوجاویگی ۔ اور مفسر رحمتہ اللہ علیہ شکریہ قومی کے مستحق ہوں گے ۔ اور عند اللہ ماجور !

اس میں احمدی جماعت کو اب ایک مترجم قرآن کی نہایت سخت ضرورت ہے ۔ جہاں جہاں کہ جماعت ہے ۔ وہاں ضرور صبح یا شام کو درس ہوتا ہے مگر افسوس کہ ان کو کوئی معتبر ترجمہ نہیں ملتا ۔ جس کے ذریعے وہ قرآنی الفاظ پر پورا تدبر کر سکیں ۔ میرے خیال میں ایک ایسا ترجمے والا قرآن مجید بہت جلد شائع ہونا چاہیئے جسے پڑھکر قرآنی مطالب سے آگاہی ہوسکے تفسیر طلب مقامات کی تفسیر بھی ہونی چاہئیے مگر نہ اسقدر لمبی کہ سفر میں ساتھ ہی نہ لے جائی جاسکے ۔ برادرم شیخ یعقوب علی صاحب تراب کی تفسیر اس مطلب کے لیئے کافی ہے

نہیں ۔ اس کی تقطیع اس کا حجم اسی قابل ہے کہ ایک جگہ پڑی رہے اور پھر اس سے فائدہ حاصل کرنا بھی فرصت کو چاہتا ہے ؛

نیازمند نے حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور عرض کیا تھا ۔ کہ قرآن مجید کے ایک ایسے ترجمہ کی ضرورت ہے ۔ جس پر الہامی مہر لگی ہوئی ہو ۔ کہ بس یہی ترجمہ ٹھیک ہے ۔ اور وہ حضور فرمائیں ۔ یا کم از کم حضور کی نگرانی میں تیار ہونا چاہیئے ۔ مگر وہاں سے جواب ملا ۔ کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا ۔ جب اللہ تعالے چاہے گا یہ کام ہوجاویگا ۔ یفعلون ما یؤمرون آیت پڑھو ۔ چونکہ خاکسار نے ضرورت جتلانے کے لئے یہ بھی التماس کی تھی کہ دس ہزار قرآن مجید مترجم اسی وقت احمدی جماعۃ لے لیگی جسکے ...... جواب میں مولوی عبد الکریم صاحب فاروق ثانی نے کیا ہی اچھا فرمایا ۔ کہ مامور من اللہ تاجر نہیں ہوتے ۔ کہ اگر خریداروں کا اصرار دیکھیں تو فوراً وہ کام شروع کر دیں ۔ بلکہ ہر حال میں خدا تعالے کی مرضی کے مطابق کارروائی ہوتی ہے ۔ پبلک کا خیال ہو یا نہو میں نے سنا تھا ۔ کہ مولانا حکیم نورالدین صاحب صدیق ثانی نے بھی ایک تفسیر لکھی ہے ۔ مگر وہ تو عمالی میں ہے اس لیے اس سے خواص ہی فایدہ اٹھائیں گے ۔ دوسرا خدا جانے وہ کب چھپے ۔ کیونکہ سنا جاتا ہے مولانا موصوف ہر سال اس کی اصلاح فرماتے رہتے ہیں ۔ یا اس میں نئی نئی ایزادیاں ہوتی رہتی ہے ۔ اور ایزادیاں بھی کیوں نہ ہو جبکہ امام ہمام کے فیض مسیحائی سے ہر روز عجیب عجیب معارف و حقائق کھلتے رہتے ہیں +

خیر ان تمام پریشان خیالات کو عرض کر کے اے ایڈیٹر صاحب مکرم میرے ! میں آپ سے ملتمس ہوں کیا آپ ایک مترجم حمایل کا بندوبست کر سکتے ہو یا کم از کم ہمارے ڈاکٹر صاحب اپنی تفسیر پر نظر ثانی کر کے اسے دوبارہ خوشخط چھپوانے کی تکلیف گوارا نہ کو فرمائیں گے ۔

(احمدی گجراتی)

حضرت حکیم نورالدین صاحب کو بھی اس سے اتفاق رائے ہے ۔ اور حضرت مولوی عبد الکریم صاحب اس سے بھی پیشتر اسی قسم کی رائے اظہار کرچکے ہیں ؛ ورا سکی

(ایڈیٹر)

ؒ ؒ ؒ

مجھکو افسوس ہے کہ لاہور سے واپس آنے پر مطبع کا کاتب بیمار ہوگیا اور اس وجہ سے مسلسل مضمون جسکی تجویز تھی رہگیا اور مختلف مضامین جوڑ کر اخبار پورا کیا گیا ؛ ؛

؛ ؛ ؛ ؛ ؛ منیجر ؛ ؛ ؛ ؛

عالم اخبار

—— شاہِ ایران کے تیسرے بھائی جنکی عمر اب بیس سال کی ہے۔ ایران مین اپنے ملک سے ناخوش ہوکر آستانہ علیہ پر آگئے ہین۔ اور فوج عثمانی مین کسی عالی منصب کے خواستگار ہین

—— **بکری کا دودھ** ہمارے ملک مین بکری کا دودھ بچون کو اکثر دیا جاتا ہے۔ اور بہت سے لوگ اُسے تاثیر مین سرد اور صفرا شکن اور ہضم ہونے مین گائے کے دودھ سے ہلکا سمجھہ کر کبھی کبھی استعمال کرتے ہین لیکن عام طور پر گائے اور بھینس کا دودھ مستعمل ہے۔ مزے مین یہ دونو دودھ بکری کے دودھ سے بہتر اور باعتبار غذا کے زیادہ مقوی خیال کئے جاتے ہین۔ اور یہان یہ مانی ہوئی بات ہے۔ کہ دہنیت میں بکری کا دودھ اُن سے بہت کم ہے۔ مگر حال مین ڈاکٹر دولکر صاحب نے بذریعہ تجربہ ثابت کر دکہایا ہے۔ کہ بکری کے دودھ مین غذائیت زیادہ ہے۔ انہون نے ایک نمائش مین جہان عمدہ گائین اور بکریان موجود تہین۔ دونون کے دودھ کا امتحان کیا جس کے نتائج حسب ذیل تھے ؛

	گائے	بکری
پانی	۴۰،۸۷	۲،۰۸۲
مسکہ خالص	۲،۳۴	۳۰،۷
پنیر	۱۲،۳	۶۷،۲
شرینی	۱۲،۵	۲۸،۵
مواد معدنی	۹۲،-	۳۷۰،۱۱

ان ہندسون کی معانی اگر الفاظ مین بیان کئے جاوین تو یہ کہنا قریب قریب درست ہے۔ کہ بکری کے دودھ کو ایک گلاس مین گائے کے دودھ کے اتنے ہی بڑے گلاس سے دگنی دہنیت یا غذائیت ہے۔ اگر یہ کیفیت عام طور پر معلوم ہو جائے۔ تو میرے خیال مین بکری کے دودھ کی گائے کے دودھ سے زیادہ قدر ہونے لگے۔ اور بکریون کے رکھنے اور پالنے اور ان کی نسل بڑہانے کی طرف زیادہ توجہ ہونے لگے۔ مگر صرف ایک ہی خوبی بکری کے دودھ مین نئی دریافت نہیں ہوئی۔ بلکہ ایک عجیب ہی نئی تاثیر ور بھی بیان کی جاتی ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر کوئی ہمیشہ اُس کا استعمال کرے۔ تو اغلب ہے۔ کہ وہ ٹیوبر کلوس یعنی مرض سل سے بچا رہے ؛ (نیر اصغی)

—— **خدا پرستون کے دو گروہ**۔ دنیا مین خدا کے ماننے والون کے دو گروہ ہین۔ ایک تو وہ ہے۔ کہ خدا کو اس بیوقوف مطلق العنان پادشاہ کی مانند تصور کرتا ہے۔ جو بیٹھے بٹھائے طبیعت کے اتار چڑھاؤ کے ساتھہ طرح طرح کے احکام نافذ کرتا رہتا ہو۔ ایک شخص کو کبھی ہاتھی بخشتا ہے۔ کبھی اُسی کو گدھے پر سوار کراتا ہے۔ یا تو خزانون کا منہ کھولے ہوئے رعایا کو مالا مال کر رہا ہے۔ یا دل مین یکایک جو ایک ولولہ اُٹھتا ہے۔ تو ہاتھ مین ظلم و جور کے تیر تفنگ لئے ہر سامنے آنیوالے کو نشانہ بنا رہا ہے۔ ان لوگون کے عقیدے کیمطابق تو کسی ایک واقعہ پر جو گذر رہا ہو۔ یا عنقریب ہونیوالا ہو رائے زنی کرنا یا اُسکے نشیب و فراز اور ممکن الوقوع نتائج کی جانچ پڑتال کرنا اس غرض سے کہ اپنے اغراض و مقاصد کی حفاظت مناسب طور پر ہو سکے۔ اگر گناہ کبیرہ نہیں تو گمراہی ضرور ہے۔ دوسرا گروہ وہ ہے۔ جو خدا کو خالق۔ مالک رازق تمام اوصاف سے موصوف سمجھتا ہے۔ جو پہلے گروہ کے نزدیک خدا کے نہین۔ مگر یہ خدا کو پل مین تولہ پل مین ماشہ نہین سمجھتا ہے۔ اس گروہ کے نزدیک خدا کا ہر کام ایسے مستقل اور پایدار اصول پر ہوتا ہے۔ کہ اُسکی مثال سوائے اسکے اور کوئی کر نہیں سکتا۔ وہ کسی کام کو بلا وجہ نہیں کرتا اگرچہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ کسی کام کے کرنے سے پہلے اُسکے اسباب مہیا کرتا ہے۔ آگے اُن اسباب کے بھی اور سبب ہوتے ہین۔ اور پھر سبب کا مسبب الاسباب وہ خداوند عزوجل خود ہوتا ہے ؛

—— آریہ سماج کے ممبر اب اپنی غلطیوں پر خود ہی مطلع ہونے لگے ہین۔ چنانچہ اُنکے ایک اخبار ستکاری نے جو کہ امرتسر سے شایع ہوتا ہے۔ ۱۵ اگست بہتنہ ۶ کے پرچہ مین ایک مضمون ایک صاحب ستیارام صاحب ساکن انارکلی لاہور کیطرف سے شایع کیا ہے۔ جس مین وہ ظاہر کرتے ہین۔ کہ آریہ صاحبان کی اندرونی حالت نہایت ردی ہے۔ وہ لکھتے ہین۔ "آریہ سماج کا جو ممبر دوسرون پر نکتہ چینی کرتے ہین۔ ہوشیار۔ مذہبی مسائل پر بحث کرنے میں طاق اور لکچر اوپدیش دینے مین ماہر ہے۔ وہ فی زمانہ آریہ سماج کا برگزیدہ ممبر سمجہا جاتا ہو باوجودیکہ اس کے اچار۔ بیوہار۔ خواہ اس کے اپنے کتھن کے بالکل برخلاف ہی کیون نہ ہو۔ اور اُس کی عملی زندگی خواہ کسیقدر ہی قابل نفرت کیون نہ پائی جائے اور اگر کہیں مذکورہ بالا ممبر سندھیا اور ہون بھی کرتا ہو۔ تو بس پھر خدا ہی حافظ۔ وہ تمام دیگر ممبران کو جو خواہ اچار بیوہار مین اس سے ہزار درجہ اچہے کیون نہ ہون۔ محض سندھیا ہون کرنے کی وجہ سے گردن زدنی سمجھتا ہے۔ اور اپنے آپ کو محض سندھیا ہون کرنے کی وجہ سے چال چلن مین خواہ پرلے درجہ کا جہوٹ پرتگیا ہانی کرنے والا وغیرہ وغیرہ بھی کیون نہ ہو سمجھتا اور ظاہر کرتا ہے۔"

پھر اس کے آگے چلکر راقم مضمون نے آریہ پتر حوالہ سے گوہر فشانی کی ہے۔

ہم ایسی بات کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ جو ہندو بھائی ملنے اور ہمارا ساتھہ دینے کو تیار نہ ہون۔ ایک جنم کے مسلمان کی شدہی کر کے دیگر ہزارون مفید کامون کو بگاڑنا نہیں چاہتے۔ اور ہم ایسے مورکہہ نہیں کہ جنم کی ذات پات کی قید کو بلا رضامندی ہندون کے اسی وقت توڑ کر ایک علیحدہ فرقہ بن جائیں۔ غرضیکہ ہندو کمیونٹی کے رو کے ساتھہ ہی آریہ سماج کو چلنے مین خریت ہے ورنہ خریت نہین۔

تاہم ہمارے نزدیک بہت ہی غنیمت ہو گا۔ اگر اب بھی گندہ دہانی اور فحش کلامی اور مذاہب کے بزرگان دین کی توہین کا پیشہ ترک کر دین۔

تفسیر القرآن کی نسبت بعض احباب کی رائے صفحہ پر درج ہے ؛

اسکی نسبت میری یہ رائے ہے۔ کہ مصنف تفسیر کو چاہیئے جیسے کہ صاحب مراسلہ نے بھی تجویز کیا ہے۔ کہ جسقدر اغلاط ظاہری اور معنوی تفسیر مین رہ گئی ہین۔ اُنکی تصحیح الگ شائع کر کے ان احباب کیخدمت مین جنہون نے اسے آجتک خریدا ہے۔ بذریعہ اشتہار کے مفت پونچائی جاوے۔ اور آیندہ بطور ضمیمہ کے تفسیر کے ساتھہ اسکی جزو قرار دی جاوے اس مراسلہ کے پونچنے سے پیشتر ہی اُسکی غلطیون پر آگاہ ہو کر مینے اسی قسم کے مضمون کا ایک خط مصنف کو لکہا تہا۔ لیکن نہ معلوم کہ کن وجوہات پر انہون نے جواب دینا پسند نکیا۔ اس مراسلہ کی رسید پر بھی میں اسکی اشاعت کی نسبت بہت پس وپیش مین تہا۔ بلکہ مین نے اسکی اطلاع بھی مصنف کو دی۔ لیکن ایک معقول انتظار کے بعد جب صدائے برنخاست کا معاملہ ہوا۔ اور صاحب الرائے اصحاب نے مناسب جانا کہ احمدی بھائی کو اغلاط سے مطلع کر دیا جاوے۔ اسلئے اس مراسلہ کی اشاعت ضروری سمجھی گئی۔

قران کریم کے ترجمہ کیضرورت تو واقعی ہے اور جب ضرورت واقعی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کوئی سامان بھی اُس کا کر دیگا۔

طلبگار باید صبور و حمول